ازدفتر الحکم قادیان

ان اللّٰہ
بیشک

جلد

نمبر

۲۱- جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

الحکم

قادیان دار الامان

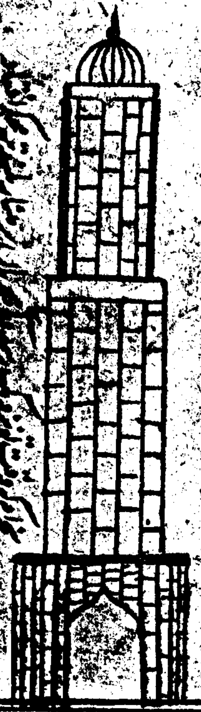
ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں
پیشگی لی جائیگی

عوام سے صہ ر
خواص سے عہ ر
ہندوستان سے باہر ے ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۱۲ ر

چہ گویم بانو گرامی چیادر قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی



قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی کی تقریر گذشتہ سے پیوستہ

پہلی نصیحت۔ متقی بنو اور مسلم مرو

میں نے آیت پڑھی ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ و لا تموتن الا و انتم مسلمون۔ یاد رکھو آج کا دن کل کے دن کی آمد کی طیاری کر رہا ہے۔ اسوقت شام کی طیاری ہو رہی ہے یہ وقت جب تک نہ گذر جائے شام نہ ہوگی مرنے وقت غشی بھی ہوتی ہے۔ طب والے کہتے ہیں کہ اسوقت غشی کی حالت ہوتی ہے۔ جبکہ گھر والے پکارتے ہیں کہ تم نے مجھے پہچانا ہے مرنے والا دیکھتا ہے مگر کہتا کچھ نہیں اسوقت وہ اسی غشی کی سی حالت میں ہوتا ہے پس جبکہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ موت کے قریب کر رہا ہے تو انسان کو چاہیئے کہ اس کی طیاری کرے۔ اس لئے اس آیت میں یہ ہدایت کی ہے کہ **تقویٰ** اختیار کرو اور ایسا تقویٰ جو تقوی اللہ کا حق ہے اور یاد رکھو کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آوے کہ تم مسلمان ہو۔ چونکہ انسان کو معلوم نہیں کہ موت کی گھڑی کس وقت آ جاوے اس لئے اس آیت پر عملدرآمد اسی حالت اور صورت میں ہو سکتا ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہے۔ اور کامل متقی ہو۔ **تقوی اللہ کیا ہے؟** عقاید صحیحہ ہوں اور ان کے عقائد کے موافق اعمال صالحہ ہوں تقوی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دکھوں سے بچ جاتا ہے اور سکھوں کو پا لیتا ہے۔ متقی اللہ کا محب ہوتا ہے۔ متقی کو تمام تنگیوں سے نجات ملتی ہے۔ اس کو من حیث لا یحتسب رزق ملتا ہے۔ متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں۔ اور وہ مقابل دشمن میں ممتاز ہوتا ہے۔ متقی پر الٰہی علوم کھولے جاتے ہیں پس میں بھی پہلی نصیحت یہی کرتا ہوں کہ متقی بنو۔ متقی بنو ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے متقی بنو اور تم اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار بن جاؤ اور اسی **فرمانبرداری** پر تمہارا خاتمہ ہو۔ یہ فرمانبرداری عجیب **نعمت** ہے۔ ابو الملۃ ابراہیم علیہ السلام پر تمام برکتیں اسی فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوئیں **اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین** اس لئے تم بھی اگر **برکات سماوی** سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہو تو متقی بنو۔ اور تقوی کی حقیقت سمجھے مسلمان میں پیدا ہوتی ہے۔ پس تم بھی مسلم بنو۔ اور اور تمہارا خاتمہ **اسلام** پر ہو۔

دوسری نصیحت حبل اللہ کو پکڑو اور تفرقہ نکرو

پھر فرمایا **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور سب کے سب ملکر مجموعی طاقت سے حبل اللہ کو پکڑو۔ اور تفرقہ نکرو یہ آیت میں آج تم پر تلاوت کرتا ہوں اور پھر سناتا ہوں **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** تم خدا کی حبل کو نہ کر مضبوط پکڑے رکھو۔ اسے چھوڑو نہیں اور اس سے جدا نہو۔ اور نہ باہم تفرقہ کرو۔ ایک مرتبہ مجھے ایک مدرسہ میں لڑکوں کو وعظ کرنے کے لئے کسی نے کہا۔ میں نے اس سے پہلے رسہ کشی کی کھیل نہ دیکھی تھی۔ اس روز لڑکے رسہ کشی کا کھیل کھیل رہے تھے ہر ایک طرف کے لڑکوں نے بڑا زور لگایا اور وہ کہتے تھے کہ ملکر زور لگاؤ۔ جس طرف کے لڑکوں نے کمزوری دکھائی وہ ہار گئے اس وقت مجھے اس آیت کی تفسیر معلوم ہوئی۔ دین اسلام میں جسکو حبل اللہ کہا گیا ہے **قرآن مجید** ہے۔ آریہ۔ برہمو۔ سناتن۔ مسیحی۔ دہریہ سب ہی اس رسہ کو زور سے کھینچ رہے ہیں اور زور لگا کر اپنی طرف لیجانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اس **حبل اللہ** کو پکڑنے کا دعویٰ کیا ہے۔ پس تم اس دعوی کو بلا دلیل نہ رہنے دو اور پوری طاقت و ہمت اور یکجہتی سے اسکو مضبوط پکڑ کر زور لگاؤ۔ ایسا نہو کہ وہ مخالفین اسلام اس رسہ کو لیجائیں (خدا نہ کرے ایسا ہو) اس رسہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ **قرآن مجید** تمہارا دستور العمل اور ہدایت نامہ ہو تمہاری زندگی کے تمام مرحلے اس کی ہدایتوں کے ماتحت طے ہوں تمہارے ہر ایک کام ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو شفا اور نور ہے۔

یاد رکھو دنیا ایک مدرسہ ہے اس مدرسہ میں وہی کامیاب ہونگے جو حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ دینگے۔ اور ملکر زور لگاوینگے۔ اسوقت بہت بڑی ضرورت ہے کہ **مسلمانوں میں عملی زندگی** پیدا ہو اور ان کے تفرقے مٹ جاویں میں پھر تمہیں اللہ کا حکم پہنچاتا ہوں۔ سنو اور غور سے سنو

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

تفرقہ مت کرو

دیکھو تفرقہ نہ کرو۔ اگر تفرقہ کرو گے تو جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ حبل اللہ تمہارے ہاتھ سے نکل جاویگی اور اس کے ساتھ ہی تم بھی بودے ہو جاؤگے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم** تنازعہ کروگے تو بودے ہو جاؤگے اور تمہاری ہوا نکل جاویگی۔ پھر تمہارا جتھا ٹوٹ کر قوت منتشر ہو جاویگی اور دشمن تم پر قابو پا جاوینگے۔ ہاں اگر تنازعہ پیدا ہو تو اس وقت تمہیں **صبر** سے کام لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی ارشاد کیا ہے۔ کیونکہ جب جھگڑا پیدا ہوتا ہے تو ایکطرف غضب آتا ہے اگر دوسری طرف بھی اس غضب سے کام لیا جاوے تو نتیجہ اس کے سوا نہیں ہوگا کہ پھر اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آکر ہلاک ہو جاؤگے پس ایسے موقعہ کے لئے محض اپنے کرم اور غریب نوازی سے یہ تعلیم دی کہ صبر کرو اگر صبر سے کام لوگے تو نتیجہ کیا ہوگا **ان اللہ مع الصابرین**۔ تنازعہ کے باطل کرنیکا یہی طریق ہے کہ **صبر** سے کام لو۔ انسان جب صبر کرتا ہے تو ایک نور اس کے قلب پر اترتا ہے جس سے اسکو سکینت اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ جوش کی آگ جو اس کے اندر بھڑکنے والی تھی بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ یہ ظہور ہوتا ہے **ان اللہ مع الصابرین** کا خدا تعالیٰ کی معیت اس طرح اپنا کام کرتی ہے اور پھر جس کے ساتھ خدا ہو اس کی کامیابی اور فتح میں کیا کلام

خداداری چہ غم داری

انسان خدا کی محبت اگر چاہتا ہے تو اس کے لئے لازمی شرط یہی ہے کہ متقی ہو۔ اور پھر صبر کرے۔ مگر تم دیکھو کہ تم میں ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں تنازعہ ہو جاتا ہے یہاں ہمارا بازار ہے کتنی دوکانیں ہیں اور ان میں کتنا سودا ہے۔ میں تو اتنا ہوں اس کا نام بازار رکھنا بھی شرم ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے۔ ہے۔ ان گنتی کے دوکانداروں میں ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ جو سودا اس نے رکھا ہے۔ کوئی دوسرا نہ رکھے۔ اور اسے ہی سارا نفع ہو۔ پھر جگہ پر جھگڑا ہوتا ہے ایک کہتا ہے مجھے یہ جگہ ملے۔ دوسرا کہتا ہے مجھے دو۔ یہ میں حیران ہو جاتا ہوں کہ یہ کیا کرتے ہیں کیا ان کی غرض اتنی ہی ہے وہ مجھ سے پوچھتے تو میں انہیں بتاتا۔ کہ اگر تم نفع چاہتے ہو تو خدا پر بھروسہ کرو کسی دوکان یا کسی سودے کو اپنا ضامن نہ بناؤ۔ ان پر بھروسہ کروگے تو ہلاک ہو جاؤگے۔ نہ دنیا کا فائدہ ہوگا اور دین بھی ہاتھ سے جائیگا۔ نفع دینا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور یہ اس کے فضل سے ملتا ہے۔ ہاں تدبیر کرو۔ مگر اپنی تدبیروں کو خدا نہ سمجھ لو۔ اور اس پر بھروسہ کرو تمہاری تجارتیں تمہارے لئے موجب برکت دین ہوں وہ دنیا کسی کام کی نہیں جو دین کو بگاڑ دے۔ کیا دنیا میں پہلے سے ایسے تاجر موجود نہیں جنکو دین سے واسطہ نہیں۔ تم کوشش کرو اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو کہ تمہاری تجارتیں بھی تمہارے لئے دین ہو جائیں۔

پھر بعض نوجوان ہیں وہ بحث تصنیف کر دیتے ہیں حالانکہ ان میں وہ فہم وہ فراست نہیں ہوتی جو ایک کتاب کے لکھنے والے میں ہونی چاہیئے۔ محض خیالات سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک سچے علوم سے واقفیت نہو اور ایسی تصنیفیں ایک تفرقہ کا موجب ہو جاتی ہیں تم کو مشکلات پڑتی ہیں تو خدا تعالیٰ سے توفیق مانگو اور دعاؤں سے کام لو۔ ایک نے کہا کہ ہم سے امر بالمعروف میں اطاعت کی بیعت لی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بیعت میری ایجاد نہیں قرآن مجید نے بھی تو **تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر** فرمایا ہے۔ **امر بالمعروف** اسی قرآن مجید کے ارشاد کے نیچے ہے پس میں ان نوجوانوں کو یہی کہونگا کہ

لڑنے کا فکر نہ کرو ہماری جد دعا نہ ا

دعائیں لو

کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو جس سے جھگڑا پیدا ہو اور تفرقہ بڑھے۔ یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں باہم جھگڑا کروگے تو قرآن مجید کے اس فتوے کے نیچے آجاؤگے **فتفشلوا وتذھب ریحکم**۔ تم پھسل جاؤگے اور تمھاری ہوا نکل جائیگی۔ اس لئے **توبہ کرلو** اس میں تمھارا بھلا ہے۔

نکمے جھگڑے

بعض لوگ نکمے جھگڑے کرتے ہیں۔ ایک نے آکر سنایا کہ سیالکوٹ کی جماعت نے کہا کہ نورالدین نے اپنے مسئلے اڑا دیئے۔؟ ان میں سے ایک یہ بھی کہ **نورالدین جہراً بسم اللہ نماز میں نہیں پڑھتا**۔ ایسا ہی کل ایک دوست آیا کہ جہراً بسم اللہ پڑھی تو پشاور کے قاضی نے کہا کہ احمدیوں کی نمازیں تو ٹھیک ہوتی ہیں مگر جہراً بسم اللہ درست نہیں۔ یہ نکمے جھگڑے ہیں **سیالکوٹ** کا اگر کوئی بیٹھا ہے تو وہ اب توبہ کرے۔ اور استغفار کرے۔ یہ مسئلے جھگڑے کے نہیں ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ جہراً اور خفاءً پڑھتے تھے۔ میری اپنی تحقیق میں جہراً پڑھنے والے تھوڑے ہیں خفاً پڑھنے والے بہت ہیں۔ میں **عبدالکریم مرحوم** سے خدا کے لئے محبت رکھتا تھا اور اس کے پیچھے نہایت ذوق سے نماز پڑھتا تھا۔ اور میں اس کے جہر پر بھی فدا تھا اور میں نے حضرت صاحب کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔ تم میں سے بھی بعض نے پڑھی ہوگی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ **حضرت صاحب** جہراً بسم اللہ پڑھا کرتے تھے؟ پھر میں نے حضرت صاحب کے سامنے بھی نمازیں پڑھائی ہیں اور بہت پڑھائی ہیں اور تم میں سے بھی بہتوں نے پڑھی ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں اس وقت بھی اسیطرح **نماز نہ پڑھتا تھا؟** اب ان کے بعد بسم اللہ کے جہراً پڑھنے یا نہ پڑھنے پر بحث کرتے ہو اور پھر اس بحث میں بڑھتے بڑھتے ایسے لفظ بول دیتے ہو دیکھو

میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے

دردمند دل سے نصیحت

میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ **ردا پہنادی ہے** میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں جو تنازعہ کا موجب ہوں اس لئے میں اس خیال سے کہ

سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

اس وقت تم کے نکمے جھگڑوں کو روکنا چاہتا ہوں۔ تم کو کیا معلوم ہے کہ قوم میں تفرقہ کے خیال سے بھی میرے **دل پر کیا گذرتی ہے؟** تم اس درد سے واقف نہیں۔ تم اس تکلیف کا احساس نہیں رکھتے۔ جو مجھے ہوتی ہے میں یہ چاہتا ہوں اور خدا ہی کے فضل سے یہ ہوگا کہ میں تمھارے اندر کسی قسم کے تنازعہ اور تفرقہ **کی بات نہ سنوں**۔ بلکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا عملی نمونہ ہو **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا**۔ دیکھو ایسے چھوٹے چھوٹے مسئلوں پر یقین کے ساتھ پہنچنا تم میں سے بہتوں کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کے آثار پڑھو کم از کم موطا امام محمدؒ اور آثار امام محمدؒ ہی کو پڑھ لو صحابہ ایسے مسائل جزویہ میں اپنے ذوق کے موافق ترجیح دے لیتے تھے۔ مگر یہ مسائل ان میں اختلاف کا باعث نہ ہوتے تھے میں پھر تمھیں کہتا ہوں جو سنتا ہے وہ سن لے اور دوسروں کو پہنچادے کہ

جھگڑا مت کرو ہم مرجائینگے پھر تمھیں بہت سے موقعہ جھگڑے کے ہیں!!!

تم سمجھتے ہو میں حضرت ابوبکرؓ کی طرح آسانی سے **خلیفہ** بن گیا ہوں؟ تم اس حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس دکھ کا اندازہ کرسکتے ہو اور نہ اس بوجھ کو سمجھ سکتے ہو جو مجھ پر رکھا گیا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ میں اس بوجھ کو برداشت کرسکا۔ تم میں سے کوئی نہیں جو اس کو برداشت تو ایک طرف **محسوس بھی کرسکے**۔ کیا وہ شخص جس کے ساتھ لاکھوں انسانوں کا تعلق ہو آرام کی نیند سوسکتا ہے؟ اتنے بڑے کنبے کے آدمی کی جو حالت ہوسکتی ہے اس کا قیاس تو کرو۔ پھر میری حالت کو دیکھو اور سمجھ لو کہ مجھے تمھاری بھلائی کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے حضرت صاحب توبہ کی بیعت لیتے تھے میں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ بیعت ارشاد کیوں نہیں لیتے۔ فرمایا

میں شکر کرتا ہوں کہ توبہ ہی کرلیتے ہیں

پس تم میری اس نصیحت کو یاد رکھو میں تمھارے بھلے کے لئے **کہتا ہوں** کہ کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے ذرا بھی **تفرقہ کا احتمال ہوسکے**۔ میری توجہ اور عقد ہمت کو اسی میں لگا رہنے دو۔ دوسری طرف متوجہ ہونے دو اس میں **تمھارا بھلا ہوگا**

عبداللہ تیماپوری کا ابتلا

عبداللہ تیماپوری کا ایک ابتلا ہے مجھے دکھایا گیا کہ وہ مجنون ہے میں نے اسکو یہ کہدیا اس نے کہا کہ پھر توجہ کرو۔ تب میں نے اسکو کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور **بے ادبی** ہے۔ مجھے اب اسطرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں اسپر اس نے کہا کہ ہاں اگر میں **روزہ رکھوں تو جنون ہوجاتا ہے**۔ پھر اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا میں نے اس سے **بیعت ارشاد** لے لی۔ اور اس نے بیعت ارشاد کرلی۔ اس کے بعد اس نے ایک کتاب لکھی اور میرے پاس لایا۔ اور کہا یہ مجھ کو براہ راست ملا ہے۔ میں نے کہا تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور کیا وہ بیعت ارشاد نہیں ہے؟ آخر اس نے اقرار کیا۔ تب میں نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت پوری ہوگئی۔ اب وہ کہتا ہے کہ میں **تمھیں خلافت سے معزول کرتا ہوں**۔ پھر یہانتک ہی بس نہیں کی بلکہ کہتا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی مجھے شناخت نہیں کیا اور اسی وجہ سے ان کی عمر میں ۱۵ سال کی کمی ہوگئی۔ پھر یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صاحب کی تعلیم کمزور تھی۔ پھر اپنے دعوے کے ثبوت میں کہا کہ مجھ میں چالیس آدمی کی قوت ہے اور جو کوئی میری بیعت کرے اس میں ۱۵۔ آدمی کی قوت آجاتی ہے۔ حافظ روشن علی نے ہاتھ پکڑا تو چلا اٹھا اور کہا کہ میری غلطی تھی اس قوت سے مراد **روحانی قوت** تھی۔ یہ ایک ابتلا ہے مجھے خدا تعالیٰ نے اسکو مجنون دکھایا ہے۔ ان دماغی کے ساتھ وہ اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ بعض لوگ معذور ہیں جیسے شیخ نور احمدؐ وہ رات کو کچھ کہتا ہے تو شیخ نور احمد کہدیتے ہیں کہ اسکو چھاپ دو۔ میں دوستوں کو چوکس کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے پرہیز کرو۔ ایسے لوگوں کی ایک جماعت ہے جو ایسے دعوے کرتے پھرتے ہیں۔ ایک نے مجھے لکھا کہ اگر تم راستباز ہو تو مجھے اپنے جلسہ میں تقریر کرنے کی اجازت دو۔ جب تک چاہوں بولتا رہوں اور یہ بھی لکھا کہ تمھارا سر اس لئے کھلا گیا کہ اور کتابیں پڑھتے ہو قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ میں نے اسکو لکھا کہ جب **قرآن مجید کے سوا کچھ نہیں** اور ہر شخص کو اس کا فہم دیا جاتا ہے تو تم کیا سمجھانے آؤگے؟ پھر مجھے لکھا کہ اجازت دو ورنہ حجت پوری ہوگئی۔

خلیفۃ المسیح کا اعلان خلافت

میں اس مسجد میں قرآن ہاتھ میں لیکر۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی خواہش ہرگز نہیں اور نہ تھی اور قطعاً خواہش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کے منشا کو کون جان سکتا ہے اس نے جو چاہا کیا تم سب کو

نوٹ: شیخ نور احمدؐ مالک ریاض ہند پریس امرتسر اور مولوی غلام رسول امرتسری نے تحریری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور توبہ کرلی ہے۔ (اڈیٹر)

پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا اور اسے آپ نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔ باوجود اس کے میں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا کبھی روادار نہیں ۔ اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی کو دیدیا کرتا تھا مگر کسیکو غلطی میں ڈالا اور کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے ۔ اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ تب میں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کو دینا بند کر دیا کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں ؟ ایسا کہنے والے نے غلطی کی نہیں بے ادبی کی اسے چاہیئے کہ وہ توبہ کر لے میں پھر کہتا ہوں کہ وہ توبہ کر لے اب بھی توبہ کر لیں ۔ ایسے لوگ اگر توبہ نہ کرینگے تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا ۔ ایک وقت مجھ سے کسی نے مجھ سے جھگڑا کیا اس وقت کے بعد سے میں اپنے اموال ان کو دیتا نہیں جو مخصوص مجھے ہی دیئے جاتے ہیں ۔ ہاں میں انھیں ایک مد میں رکھتا ہوں اور اسی اپنی جگہ خرچ کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ ہو ۔ میں اپنی ذات اور اپنے متعلقین کے لئے تمہارے کسی روپیہ کا محتاج نہیں ہوں اور کبھی بھی خدا تعالیٰ نے مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا ۔ وہ اپنے غیب کے خزانوں سے مجھے دیتا ہے اور بہت دیتا ہے اور میں اب تک وہ کسب کر لیتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے ۔ یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں کہ میں تمہارے اموال کا محتاج نہیں ہوں اور نہ تم سے مانگتا ہوں تم میرے پاس اگر کچھ بھیجتے ہو تو اسے اپنے فہم کے موافق خدا کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہوں ۔ پھر وہ کونسی بات ہو سکتی تھی کہ میں پیسے لینے کی خواہش کرتا ۔ اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا کیا اس میں نہ تمہارا کچھ بس چلتا ہے اور نہ کسی اور کا اس لئے تم ادب سیکھو کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے ۔ تم اب اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو یہ بھی خدا ہی کی رسن ہے ۔ جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے ۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو تم خوب یاد رکھو کہ

معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں

تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو ۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں ۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں آدمؑ کو داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے جو لیستخلفنہم فی الارض میں موجود ہے ۔ اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا ۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالحہ سے بنایا ہے ۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی ۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دیدیگا ۔ (اللہم ایدالاسلام والمسلمین بتعاید و طول حیاتہ ایڈیٹر) تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کر دو تم معزول کی طاقت نہیں رکھتے میں تم میں سے کسی کا بھی شکرگذار نہیں ہوں جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا مجھے یہ لفظ بھی دکھ دیتا ہے کہ جو کسی نے کہا کہ یہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے ۔ دستوری حکومت ہے ۔ ایران اور پرتگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے ۔ ٹرکی میں پارلیمنٹ ملگیا ۔ میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کرے جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ ایران کو پارلیمنٹ نے کیا سکھ دیا ۔ اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچایا ہے ترکوں کو پارلیمنٹ کے بعد کیا نیند آتی ہے ؟ ایرانیوں نے کیا فائدہ اٹھایا ۔ محمد علی شاہ کے سامنے کتنوں کو غارت کرایا اور اب پچھلوں کو الٹی میٹم آتے ہیں ۔ ادھر انجمن ترقی و اتحاد جو دکھ اٹھا رہی ہے اس کا اندازہ ان خبروں سے کرو ۔ جو طرابلس سے آ رہی ہیں ۔ تم دستوری کو کیا سمجھتے ہو ۔ خدا ہی کے فضل سے اور اسی کے رسن کو مضبوط پکڑے رہنے سے کچھ بنتا ہے اس لئے میں پھر کہتا ہوں ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ۔ میں تمھیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اللہ ہی خلیفے بنایا کرتا ہے ۔ یاد رکھو آدم کو خلیفہ بنایا تو کہا انی جاعل فی الارض خلیفہ فرشتوں نے اس پر اعتراض کر کے کیا خمیازہ اٹھایا تم قرآن میں پڑھو جب فرشتوں کی یہ حالت ہے اور انھیں بھی سبحانک لا علم لنا کہنا پڑا تو تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو ۔ اپنا منہ دیکھ لو ۔ مجھے وہ لفظ خوب یاد ہیں کہ ایران میں پارلیمنٹ ہو گئی اور دستوری کا زمانہ ہے انھوں نے اس قسم کے الفاظ بول کر جھوٹ بولا بے ادبی کی ۔ خدا تعالیٰ کی غیرت نے انھیں دستوری کے نتیجے ایران ہی میں دکھا دیئے ۔ میں پھر کہتا ہوں وہ اب بھی توبہ کر لیں میں دوستوں کو کہتا ہوں ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ ۔ میرا مولا مجھے سب کچھ دیتا ہے ۔ اگر وہ نہ چاہتا تو جب میں گھوڑے سے گرا تھا تو اس صدمہ سے مر جاتا ۔ مگر اسی نے میری حفاظت کی اور جہاں پہلے سا مجھے بولنے کی طاقت نہ تھی آج خدا کے فضل سے میں اس سے بھی بلند آواز سے بول سکتا ہوں ۔ (الحمد للہ علی ذالک ایڈیٹر) پس ایسے خیالات کو چھوڑ دو ۔ پھر جو اخباروں میں بعض مضامین دیئے ہو اللہ تعالیٰ کے آگے ڈرو ورنہ تم پر الزام قائم ہوگا خوب یاد رکھو اور سن رکھو میری امانت و دیانت کی حفاظت تم سے نہیں ہو سکتی ۔ اور کوئی بھی نہیں کر سکتا کل ایک بیوی نے مجھے سو روپیہ دیا ۔ اس کے بیٹے نے ایک مصیبت سے مخلصی پائی تھی اس نے نذر مانی تھی مجھے وہ روپیہ دیا کیا کوئی جان سکتا تھا ۔ میری بیوی پاس بیٹھی تھی میں نے سمجھا کہ شاید اس کا دل للچایا ہو میں نے اس دینے والی سے پوچھا کہ کہاں خرچ کریں بولی کہ کسی اچھی جگہ خرچ کر دو ۔ میں نے وہ خرچ کر دیئے گھر میں نہیں رکھے ۔ میرے پاس تین قسم کی رقوم آتی ہیں کچھ کپڑے آتے ہیں یتامیٰ اور مساکین کے اور ایسا ہی روپیہ بھی آتا ہے کوئی روپیہ دیتا ہے کہ جہاں آپ چاہیں خرچ کر دیں ۔ ایک کہتا ہے جہاں میرے مرنے کو ثواب پہنچے وہاں خرچ کر دو ۔ اور کچھ نذرانہ بھی آتی ہے ۔ بعض لوگ مخصوص کر دیتے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے خاص منشا کے ماتحت ہوتا ہے کہ یہ تمہاری ذات کے لئے ہے ۔ ان تمام اموال میں سے یتامیٰ کے اموال کو تو میں لا تقربوا مال الیتیم پر عمل کرنے کے لئے میں مولوی محمد علی صاحب کے حوالہ کر دیتا ہوں ۔ اور ایسا ہی ان کے کپڑے بھی جو اموال میرے پاس آتے ہیں میرے حفاظت کرنیوالوں تو میرے گو وہ کی بھی خبر نہیں ۔ اموال کی کیا خبر ہو ؟ یہ سخت لفظ میں نے ایک خاص وجہ سے بولا ہے پھر جو کپڑے ہوتے ہیں بعض وقت ان میں قیمتی کپڑا ہوتے ہیں ۔ میں نے ایک دفعہ اپنی بیوی کو کہا کہ ان کو بیچ کر اوسط درجہ کے کپڑے بنا دیا کرو تاکہ وہ زیادہ بچے کام آ سکیں اس نے کہا کہ اگر میں خود لینا چاہوں تو میں نے اسے جواب دیا کہ ہرگز نہیں ۔ اگر کوئی اور بیوی ہو جو ہماری رشتہ دار نہ ہو وہ چاہے تو لے سکتی ہے ۔ تو ایسے کپڑے بعض وقت ہم بیچ دیتے ہیں ۔ گو بہت ہی کم موقعہ ملتا ہے ۔ مجھے یہاں شادیاں کرنی پڑتی ہیں اور وہ مسکینوں کی ہوتی ہیں ابھی آٹھ دس نکاح ان دنوں میں ہوئے ہیں ۔ اور بجز میری ایک نواسی کے سب مساکین تھے ۔ انکو کپڑے اور مختصر سے زیور دینے پڑتے ہیں اپنے اموال سے جو مساکین کے لئے آتے ہیں اسی قسم کی ضروریں پوری کیجاتی ہیں ۔ میں یہ واقعات اپنی برأت

کے لئے نہیں کہتا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں تمھاری مدح - مذمت - انکار کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس لئے سناتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بدگمانی کرکے گنہگار ہو۔ ایک عورت نے ایک مرتبہ کہا کہ کپڑوں کے کوٹھے بھر لئے ہیں کوئی حساب تو نہیں مجھے خیال ہوا کہ ممکن ہے اس قسم کا وہم مردوں میں بھی ہو پس ایسے لوگ اگر ہوں تو توبہ کرلیں ؎ عشق است و ہزار بدگمانی۔ میں تمھارے روپیہ کا محتاج نہیں۔ حضرت صاحب کے وقت میں بھی ایسے اموال میرے پاس آتے تھے اور میں لے لیتا تھا۔ میں تمھاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں مجھے تم میں سے کسی کا خوف نہیں اور بالکل نہیں۔ ہاں میں صرف خدا ہی کا خوف رکھتا ہوں پس تم ایسی بدگمانی نہ کرو اور

توبہ کرو اگر ہمارا گناہ ہے ہمارے ذمہ رہنے دو

اگر میں غلطی کرتا ہوں اس بڑھاپے اور اس عمر میں قرآن مجید نے نہیں سمجھایا تو پھر تم کیا سمجھاؤ گے؟ میری یہ حالت ہے کہ بیٹھتا ہوں تو پیر دکھی ہوتے ہیں کھڑا ہوتا ہوں تو محض اس نیت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے میں نہیں جانتا میرا کتنا وقت ہے میں اس راہ سے ناواقف ہوں۔ نحن اماتہ میت لا نکتب ولا نحسب۔ میں نے ملازمت بھی کی مگر اس میں بھی گھڑی نہیں رکھی۔ میں نے روٹی بھی نہیں کھائی اور اگر چاء کی پیالی بھی نہ آئی تو اس کا بھی محتاج نہیں تھا۔ تمھاری بھلائی کے جوش میں میں ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا مجھے کیا معلوم ہے کہ پھر کہنے کا موقعہ ملیگا یا نہیں موقعہ ہو تو توفیق ہو یا نہ ہو اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ تم کو حق پہنچا دوں۔ پس میری سنو اور خدا کے لئے سنو اسی کی بات ہے جو میں سناتا ہوں میری نہیں کہ

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا غرض تفرقہ نہ کرو۔ واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا الآیۃ - اللہ کا فضل یاد کرو جبکہ تم باہم اعدا تھے۔

نظارہ تفریق

اللہ تعالیٰ نے تمھارے دلوں میں محبت پیدا کردی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم باہم بھائی بھائی ہوگئے۔ تم خود غور کرو تم جو یہاں موجود ہو سب کے ذوق الگ سب کی طرز کلام اور طریق بیان جدا۔ شکلیں الگ اور زبانیں الگ ہیں - اور تمھارے لباس ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ پگڑیوں کے رنگ انکے باندھنے کے طریق سب جدا جدا ہیں۔ سکھ کے زمانہ میں بڑا خوبصورت پگڑیاں باندھنے کا طریق تھا۔ ایک پگڑی ساوھی نور دین کی سی تھی دربار میں اس نے کہا گیا کہ تم کو پگڑی باندھنی نہیں آتی؟ اس نے کہا کہ مجھے تو آتی ہے یہ باقی عورتوں سے بندھوا کر لائے ہیں۔ اگر منظور ہے آپ باندھی ہیں تو پھر بندھوا کر دیکھ لو۔ چنانچہ جب ان کو حکم دیا گیا تو نہ باندھ سکے۔ کیونکہ گھر میں تو بڑے تکلف اور آئینہ سامنے رکھ کر باندھا کرتے تھے۔ عورتوں سے مراد نفس ہی ملے لو۔ غرض اس وقت بھی پگڑیوں کی بناوٹ ان کے رنگ اور ململوں اور لمبائی چوڑائی سب باتوں میں فرق ہے۔ یہ اختلاف اور فرق دور تک چلتا ہے۔ ایک خالق ہے ہم سب مخلوق ہیں۔ پھر اختلاف ہے۔ ایک مرد ہے ایک عورت دونوں کے کام الگ ہیں۔ ہر ایک کے اعضا میں فرق ہے۔ باوجود اس اختلاف کے پھر وہ اتحاد چاہتے ہیں۔ جب انکا اختلاط ہوتا ہے تو پھر وہ کسی اور کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کوئی بچہ ہوجاوے۔ ہمیں بھی خطوط آتے ہیں کہ دعائیں کرو کسی نے اپنے بچہ کا نام غلام مرزا رکھا مگر وہ زندہ نہ رہا۔ غرض اکیلا ہوکر بیوی چاہتا ہے اس کے آنے پر پھر اولاد چاہتا ہے۔ پھر اولاد کی شادی پھر ان کی اولاد کی خواہش کرتا ہے۔ اختلاف ہے تو کتنا اتحاد ہے تو کس حد تک - یہ تمام اختلافات

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل ہیں

خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اختلاف السنتکم الآیۃ فی الحقیقت اگر ایک ہی قسم کے چہرے ہوتے اور ایک ہی قسم کی آوازیں قد و قامت ہوتے تو کیسا دکھ اور مصیبت ہوتی۔ دوست دشمن بیوی بہن میں تمیز ہو سکتی ہیں

اختلاف مثمر ہونے کے لئے وحدۃ چاہتا ہے

اختلاف جہاں بہت ہی مفید ہے وہاں باوجود اختلاف کے وحدۃ کے نظام کو چاہتا ہے۔ تب یہ نتیجہ خیز اور مثمر ہوسکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں ایک دوات ہے وہ آسٹریا۔ جاپان یا انگلینڈ یا امریکہ سے بن کر آتی ہے پھر سیاہی اور اس کے اجزا کو دیکھو جب تک باہم ملکر متحد نہیں ہوگئے اس سیاہی میں لکھنے اور نقش پذیر ہونے کی طاقت نہیں پھر قلم ہے - اس میں آجکل کے قلم کو مدنظر رکھ کر دو تین جزو ہیں۔ کچھ لکڑی ہے کچھ لوہا ہے یہ اجزا اگر باہم نہ ملیں تو قلم نہیں بن سکتا۔ پھر قلم بھی ہو لیکن اگر سیاہی کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں - قلم کسی شخص کے ہاتھ میں ہو اور وہ ہاتھ اس کو اس دوات تک لیجاوے اور پھر اس سیاہی سے کاغذ پر لکھے۔ کاغذ کے مختلف اجزا کو دیکھو اور غور کرو پھر لکھنے کے لئے ہاتھ کی جنبش اور آنکھ کی بصارت اور دماغ کی قوت متفکرہ سے کام نہ لیا جاوے تو کچھ بھی نہیں۔ اب تمام پراگندہ صورتوں پر غور کرو پھر ان کے اتحاد کو دیکھو وہ حالت منتشرہ میں کیا کچھ بھی مفید ہوسکتی تھیں؟ لیکن جب ان میں اتحاد اور اختلاط ہوا اور ایک مرکز پر جمع ہوگئیں تو اس سے کتابیں اور نہایت قیمتی تحریریں پیدا ہوگئیں۔ یہ مضمون بجائے خود بڑا وسیع مضمون ہے اور اس پر غور کرکے نہایت مختصر الفاظ میں وہ کہہ سکتے ہیں کہ

نظام عالم کی رونق اختلاف سے ہے جب جب وہ اختلاف ایک مرکز پر منتج ہو

اپنے وجود پر غور کرو کس قدر مختلف چیزوں کا مجموعہ ہے۔ لیکن ان مختلف چیزوں کا اجتماع کیسا خوبصورت بن گیا ہے۔ اب تم سوچو کہ باوجودیکہ تمھارے رنگ و روپ تمھاری شکلیں علوم فنون معقول۔ تعلیم۔ تربیت سوسائٹی مطالعہ کی کتابیں اور غور و فکر جدا جدا ہیں۔ پھر تم دیکھو کہ کیوں اکٹھے ہوکر باہم ایک جگہ جمع ہوگئے۔ تناسخ والوں کو اس اختلاف نے غلطی میں ڈالا اور وہ اس اختلاف کو تناسخ کا نتیجہ سمجھ بیٹھے کاش وہ اس اختلاف کی حقیقت پر غور کرتے تو

اس کثرۃ میں وحدۃ کا مزا پاتے

یہ خوب یاد رکھو کہ کثرت میں وحدت کی ضرورت ہے۔ جب تک وحدت نہ ہو کثرت مفید ہی نہیں ہوسکتی۔ دیکھو کلکتہ سے لیکر پشاور تک ایک شاہی سڑک ہے جس پر ریلیں دوڑتی ہیں۔ اب تم غور کرو کہ یہ مختلف قطعات زمین مختلف لوگوں کے قبضہ میں تھے۔ ایک طاقت جسکو گورنمنٹ کہتے ہیں آئی اور اس نے ان قطعات کو مختلف مالکوں سے لیکر ایک کی ملکیت میں شامل کردیا تب اس کثرۃ میں وحدت پیدا ہوگئی۔ پھر اینٹوں پتھروں اور مٹی کو مختلف جگہ سے لاکر اس پر جمع کیا۔ بظاہر مختلف چیزیں جمع کردیں مگر ان کو ایک سطح اور ایک ترتیب میں رکھ کر ایک سڑک کی شکل میں تبدیل کردیا پھر لکڑی اور لوہے کو بچھا کر اور ایک خاص صورت سے انہیں ملاکر لائن بچھادی۔ اور سکۃ الحدید بن گئی۔ پھر اس لائن پر گاڑیوں کو جمع کیا جن میں مختلف عقلوں اور ہاتھوں کے ذریعہ مختلف چیزوں۔ لکڑی لوہا رنگ وغیرہ کو ایک خاص شکل میں بنایا گیا وہ اختلاف بجائے خود قائم رہکر وحدت کا رنگ پیدا ہوگیا۔ پھر ایک اور چیز جسکو انجن کہتے ہیں ان کے آگے لگا دیا۔ پھر اس انجن میں آگ پانی کوئلہ رکھا گیا۔ سب کی سب مختلف اور متضاد چیزیں تھیں مگر ایک خاص ترکیب سے ان کو ملایا تب ان سے بھاپ پیدا ہوکر حرکت کا موجب ہوگئی اب کلکتہ اور پشاور کے درمیان ریل گاڑی دوڑنے لگی۔ جو فوائد اور آرام اس سے مل رہے ہیں وہ ظاہر ہیں مگر یہ سب کچھ

کثرۃ فی الوحدۃ کا نتیجہ ہے

اسی طرح میں تمہیں کہتا ہوں کہ اختلاف کو رہنے دو مگر اس اختلاف کو وحدۃ کے مرکز کے نیچے لاؤ کہ یہ مفید اور کارآمد

شے بن جاوے۔ ہمارے لوگ اختلاف کو تو ترقی دیتے ہیں مگر مرکز وحدت سے الگ ہو کر اس صورت میں یہ مفید نہیں بلکہ مضر ہوگا

انسان کی ابتدائی حالت کے علوم

سنو! میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں لکھا ہے هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا۔ انسان کی ہستی ہی کیا تھی کچھ بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک قطرہ سے ہاں ایک تھوڑی سی چیز بنا کر سمیع و بصیر بنا دیا ہے میں نے جب اس پر غور کیا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرہ علوم پہلے ہی بتا دیئے ہیں۔ ابھی کہتے کہتے معلوم ہوا کہ تیرہ نہیں بلکہ ۱۴، علوم نہ ماں سکھاتی ہے نہ باپ نہ کوئی اور ان میں سے بعض علوم یہ ہیں۔ اول دودھ کو چوسنے اور نگلنے کا علم۔ غور کرو کہ اگر کوئی بچے کو یہ علم سکھاتا تو کس طرح اور کس بولی میں سکھاتا۔ (۲) پھر ایک اور علم ہے جو بدیہیات کہلاتی ہیں (۳) بچہ کل اور جزو کو سمجھتا ہے۔ ماں ایک چھاتی سے دودھ پلا رہی ہو اور ابھی اس میں باقی ہو جب وہ دوسری چھاتی پر لے جانا چاہے تو رو پڑتا ہے۔ گویا کل اور جزو کو سمجھتا ہے ایسا ہی بچوں کو مٹھائی دیکر دیکھا ہے اگر سارے ٹکڑے میں سے آدھی کاٹ لیجاوے تو رو پڑتا ہے۔ (۴) طول اور عرض کو بھی سمجھتا ہے۔ (۵) اس بات کو سمجھتا ہے کہ دو مکانوں میں ایک جسم نہیں ہو سکتا۔ ایک لڑکا اگر آ جاوے تو اسے دھکا دیتا ہے اور ایک پستان جو آپ پی رہا ہے دوسرے کو نہیں پینے دیتا (۶) دو ضدوں کو خوب سمجھتا ہے کھڑا ہونے کو جی نہ چاہے تو نہیں اٹھتا۔ بیٹھنے کو نہ چاہے تو کھڑا ہو جائیگا۔ (۷) صدق و کذب کو خوب سمجھتا ہے۔ مٹھائی نہ دو اور یونہی کہدو کہ تمہارے ہاتھ میں ہے کبھی نہ مانیگا (۸ و ۹) مکان اور زمان کو بھی سمجھتا ہے (۱۰) سمعیات کی سچائی کو جانتا ہے جو تمہیں کہتے سنتا ہے اسی کو یقین کر کے ان چیزوں کو اسی نام سے پکارتا ہے جس سے تم پکارتے ہو۔ (۱۱) یہ بھی جانتا ہے کہ علم غیب نہیں (۱۲) یہ بھی مانتے ہیں کہ فعل بدون فاعل کے نہیں ہوتا۔ غرض اس قسم کے بہت سے علوم فطرتاً دیئے جاتے ہیں۔ پس تم اگر ان فطرتی علوم سے کام لو تو اللہ تعالیٰ پھر نفس مطہر دیکر خود قرآن مجید سکھا دیتا ہے۔ غرض تم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو یاد کرو کہ تم باہم اعداء تھے۔ اس نے تمہیں بھائی بنا دیا اس اخوت کی قدر کرو اور سچے دل سے قدر کرو

ہمارے اصول

پس میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اصول مشکل نہیں ہیں۔ بلکہ بہت آسان ہیں اول ایمان باللہ۔ ایمان باللہ کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّٰی اور تمام بدیوں اور نقائص سے منزہ یقین کرنا ہے اور اللہ کے سوا کسی وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اسکا ند اور شریک نہ ماننا۔ وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شیء ہے۔ پھر ملائکہ پر ایمان ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے

ایمان کے ارکان

ملائکہ نزول بھی کرتے ہیں اور ان پاک بندوں پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھاتے ہیں اور استقامت کے درجہ پر پہنچتے ہیں۔ ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پھر اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً دنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا اور ہم ان تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا نہیں اور ان انبیاء کی بعثت و نبوت میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پاک گروہ نے خدا کا کلام مخلوق کو پہنچایا۔ ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئیں بلکہ میں اسبات پر یقین رکھتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تھے بلکہ میں کہتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین خاتم الرسل اور خاتم کمالات انسانی تھے۔

اب آپ کے بعد کوئی شخص آپ کی نبوت اور اتباع میں فنا ہوئے بغیر کوئی فیض نہیں پا سکتا۔ اور کوئی نبوت مؤثر اور مستند نہیں ہو سکتی۔

جس پر نبوۃ محمدیہ کی مہر نہو

سب نبی برحق ہیں۔ پھر تقدیر کا مسئلہ ہے یہ حق ہے۔ جزا و سزا حق۔ حشر نشر۔ پلصراط۔ جنت و نار سب حق ہیں۔ یہ عقائد ہیں۔

اعمال

اور عقائد کے بعد اعمال ہیں کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں ان میں نماز ہے زکوٰۃ ہے حج ہے روزہ ہے۔ اخلاق فاضلہ ہیں اور رذائل سے بچنا ہے۔ یہ سب فرض ہیں نماز کی سترہ رکعت پانچ اوقات میں فرض ہیں اور وتر کو فرض اور سنن کے درمیان رکھیں تو یہ ۲۰ رکعت ہوتی ہیں اور ۲۰ رکعت اس کی متمم ہیں اور پھر خدا توفیق دے تو ۴۰ یا ۶۰ رکعت تک نوبت پہنچتی ہے۔

ایک مہینے کے روزہ فرض ہیں اور استطاعت ہونے اور راستہ میں امن کی صورت میں عمر بھر میں ایک بار حج فرض ہے اور زکوٰۃ فرض ہے۔ اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا اور رذائل کا چھوڑنا فرض ہے۔ یہ اعمال ہیں۔

پھر یاد رکھو قرآن مجید کامل کتاب ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اس کی شان ہے باطل اس پر اثر نہیں کر سکتا۔ جو لوگ آجکل کے علوم جدیدہ اور سائنس سے ڈرتے ہیں انھوں نے قرآن مجید کی عظمت اور شوکت کو سمجھا ہی نہیں۔ قرآن مجید پر باطل کا اثر نہیں ہو سکتا وہ تمام صداقتوں کی جامع کتاب ہے۔ وہ خاتم الکتب ہے۔ اس کے فہم کے لئے اول وہ کتاب جو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد ہے۔ پھر احادیث ہیں پھر لغت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حضور سے دعا اور دعا [illegible] ہیں۔ یہ سب اصل ہیں یہاں رہو تب اور بلجائیں تب ان کو یاد رکھو

ہم صحابہ کرام کو اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین ابوبکرؓ و عمرؓ سے لیکر معاویہ و مغیرہ تک اویس قرنی و حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی و نافع عکرمہ تک اور اہلبیت میں خدیجہؓ و عائشہؓ سے لیکر علی المرتضیٰ اور تمام اہلبیت علیہم السلام کو اپنا پیارا یقین کرتے ہیں۔ ہم ائمہ حدیث فقہ اور تصوف کی اتباع ضروری سمجھتے ہیں اور انہیں امام سمجھتے ہیں اس لئے امام اعظم۔ شافعی مالک احمد حنبل امام بخاری۔ مسلم ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور امام محمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی جائز تکریم کرتے ہیں۔ اسیطرح تصوف میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ قطب الدین بختیار کاکی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا۔ ابن عربی حضرت فریدالدین گنج شکر چراغ دہلوی۔ خواجہ نقشبند خواجہ احمد سرہندی زکریا ملتانی شاہ بہاء الحق ملتانی رحمہم اللہ اجمعین کو دل سے پیار کرتا ہوں اور ایسا ہی ابن حزم ابن تیمیہ اور ابن حجر اور ابن ہمام۔ ذہبی اور شوکانی کو بھی محبت کرتا ہوں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور ہادیوں میں گذرے ہیں۔ پھر اس قریب زمانہ میں شاہ ولی اللہ صاحب کو میں ممتاز انسان یقین کرتا ہوں اور سید احمد بریلوی کو خدا کے مخلص بندوں سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود اور مہدی بھی آچکے جنکا خدا نے اپنے فضل سے مجھکو خلیفہ بنایا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء....

تاریخ

اب جبکہ ہمارے عقائد آپ کو معلوم ہوگئے ہیں ایک اور مسئلہ تمہیں بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تاریخ میں جھوٹ اور سچ میں فرق کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ اب تازہ واقعہ تمہارے سامنے موجود ہے طرابلس کی جنگ کی خبریں آ رہی ہیں اور وہ شائع ہوتی ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان اخبارات جنگ سے کوئی تاریخ مرتب کرے تو تم ہی بتاؤ کہ اس کتاب کی حقیقت کیا ہوگی؟ صوفیوں میں سید عبدالقادر۔ امام قشیری اور صاحب عوارف کی باتیں آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہیں۔ مگر صاحب فتوحات کی تصنیفات مشکل ہیں۔ فصوص اور منازل السائرین آسان نہیں۔ پس تم کو میں پھر کہتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اختلافات کو مٹا دو۔ توبہ کرو۔ جس کے کان ہوں سن لے جسقدر غلطی کسی سے ہوئی ہے اس سے

توبہ کرلو۔ اس میں تمہارا بھلا ہے آج میں نے عورتوں کے درس میں اس نکتہ کو سنایا ہے اور میں اس تقریر کو ختم نہیں کرسکتا۔ جبتک تمھیں نہ سنالوں۔ بہت سی بستیاں آباد تھیں ان بستی والوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کا نام ونشان مٹا دیا اُنھوں نے اپنی کرتوتوں کا بدلہ پالیا۔ یہ بات کیوں سنائی ہے؟ کان والو سن لو! عقل والو سمجھ لو! اگر میری آواز تم تک نہیں پہنچی تو کہو میں اور اونچا کروں۔

واعظ خانہ

سنو! ہر شخص جو بڑا بنایا جاتا ہے اس کے پڑوس میں اُجڑا ہوا کوئی گھر ضرور ہوتا ہے۔ ہر شہر میں ہر بستی میں اس کے نظائر موجود ہیں۔ میں ایک بستی میں رہتا تھا وہاں کا ایک امیر مجھ سے حد درجہ کی دشمنی رکھتا تھا۔ وہ میرے قتل کو چاہتا تو میں بھی اس کی زندگی کا خواہاں تھا۔ غرض میرے ساتھ اسکو سخت عداوت تھی۔ ایک دن میرے دل میں آیا کہ اتنے بڑے آدمی کو کون نصیحت کرسکتا ہے۔ یہ سوچکر میں باوجود عداوت کے اس کے گھر چلا گیا میں نے بڑی جرأت کی وہ اس وقت کچہری کر رہا تھا میں بیٹھ گیا وہ حکم احکام لکھتا رہا۔ جوں جوں جگہ خالی ہوتی گئی میں بھی آگے ہوتا گیا۔ یہانتک کہ سب لوگ چلے گئے اور صرف وہ اور میں اور اس کا میر منشی اور چند پہرہ کے سپاہی رہ گئے پھر اسنے میری طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ کس طرح تشریف لائے میں نے کہا بڑا ضروری کام ہے مگر تنہائی میں کہنا چاہتا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تو اس کا میر منشی جو میرا معتقد تھا فوراً چلا گیا۔ اور اس کے پہرہ کے ایک قریبی سپاہی کے سوا باقی سپاہی بھی الگ ہوگئے۔ تب میں نے اسکو کہا کہ جو بڑے آدمی ہوتے ہیں ان کے لئے ایک واعظ ہوتا ہے۔ کیا آپ کے لئے بھی کوئی ہے؟ کہنے لگا مولوی صاحب (اسیدن مولوی کہا) ذرا کھول کر بتاؤ۔ اس پر میں نے کہا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جو بڑے آدمی ہوتے ہیں ان کے پڑوس میں کوئی نہ کوئی اُجڑا ہوا گھر ہوتا ہے۔ جو اسکو نصیحت کرتا رہتا ہے کہ

سنبھل کر چلو ایسا نہو تمھیں بھی عذاب میں گرفتار ہونا پڑے

یہ سنکر مجھے کہا کہ مولوی صاحب آگے آؤ۔ آگے جگہ تو نہ تھی ایک لکڑی تھی جس کے آگے وہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہوگیا۔ پھر کہا نہ اور آگے ہوجاؤ۔ آخر میں اور آگے ہوا۔ اُس نے کہا میری گدی تو وہ پڑی ہے مگر میں کبھی وہاں نہیں بیٹھا یہاں بیٹھتا ہوں۔ مگر آج مجھے سمجھ آئی ہے کہ میں یہاں کیوں بیٹھتا ہوں۔

سامنے ایک محراب دار دروازہ تھا مجھے کہنے لگا کہ کیا سارے شہر میں اتنا بڑا دروازہ آپ نے دیکھا ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ اس گھر کا مالک اتنا بڑا آدمی تھا کہ جس قسم کا چھاتہ یہاں کا رئیس رکھتا ہے صرف وہ رکھ سکتا تھا۔ اور ہم ولایت کی سیاہ چھتری بھی رئیس کے سامنے لگا کر نہیں جاسکتے۔ اب اس کی بیوی میرے گھر میں برتن دھونے پر ملازم ہے۔ میں نے جب اس نظارہ کو دیکھا تو وجد آگیا۔ میں نے کہا میں اب جاتا ہوں اور اس جوش میں میں وہاں سے رئیس کے پاس چلا گیا۔ وہاں بھی کچہری ہو رہی تھی۔ جب اس کے کھانے کا وقت آیا سب چلے گئے۔ میں بیٹھا رہا۔ اس نے کبھی دربار برخاست کیا۔ مگر میں پھر بھی بیٹھا رہا۔ میں یہ قصّہ نہیں سُناتا میں جس غرض کے لئے سُناتا ہوں وہی غرض اب بھی ہے۔ میرے گھر میں اتنی روٹی نہیں پکتی جو تم سب کا پیٹ بھردوں اس لئے میں تم کو یہ دعوت کرتا ہوں اور یہ باتیں سناتا ہوں کہ تمھیں فائدہ پہنچے۔ غرض اس رئیس کو بھی وہی تقریر سنائی اس نے کہا میرے سامنے آؤ۔ اس کے سامنے پہاڑ تھا اس نے کہا کہ یہاں ایک شہر تھا جو پہاڑ کو کرید کر بنایا گیا تھا۔ اس کا نام دھامانگر تھا۔ ہمارے بزرگ اس شہر کے رئیس کے ماتحت تھے۔ خدا تعالیٰ نے یہ واعظ میرے سامنے رکھا ہے اور یہ مجھے بتاتا رہتا ہے وہ مشرق میں تھا۔ پھر جنوب کی طرف رخ کیا۔ اور وہاں ایک قلعہ دکھایا اور کہا کہ یہ قلعہ بڑے زبردست بادشاہ کا قلعہ ہے اور یہ اس غرض کے لئے ہے کہ کوئی وبائی بیماری ہو تو وہاں جا رہتے ہیں۔ اس نے اس کے متعلق تاریخی واقعہ سُنایا کہ ظلم کے سبب وہ سب ہلاک ہوگئے ہیں۔ میں وہاں سے اُٹھکر اپنی جگہ گیا مگر وہ رئیس وہاں رہا جسے ادب کے خلاف سمجھا کہ میں اُٹھا نہیں اور میں اپنی جگہ پر آگیا ہوں پر اس نے خیال نہ کیا۔ اور کہا کہ جہاں ہم کو کرسی ریاست دیا جاتا ہے اور جہاں گدی نشینی ہوتی ہے وہ ان بادشاہوں کا ہے جن کی غلامی پر فخر کرتے تھے۔ اور آج ان کی نسل کو کھانا نہیں ملتا۔ اس نے کہا آج یہ نکتہ سمجھ میں آیا۔ کہ یہ ہمارے سمجھانے کے لئے ہے۔ میں تم کو سمجھاتا ہوں کہ ہمارے گاؤں میں بھی اُجڑے ہوئے مکان ہیں ان سے عبرت پکڑو۔ ہمیں بھی کوچ کرنا پڑیگا۔ میرے پاس سیالکوٹ کا ایک شخص بیٹھا ہے۔ میں وہاں کی تاریخ خوب جانتا ہوں وہ سالباہن کہاں ہے اور اس کے بیوی بچے کہاں؟ کیا اتنا بڑا ڈھیر خاک کا آسانی سے بنگیا ہوگا۔ پس تم اپنی غلطیوں سے اپنے آپ کو برباد نکرو لوگوں نے تو تمھارے خلاف کفر کے فتوے لگا دئے۔ لیکن اگر تم نے خدا تعالیٰ کو ناراض کرلیا تو پھر کو کچھ بھی نہ رہیگا۔ نمک سے کھانا ٹھیک ہوتا ہے۔ لیکن اگر نمک ہی گندہ ہوجاوے تو کھانا کہاں اچھا رہیگا۔ تم میری باتیں سُننے آتے ہو اس لئے میں جو تمھارے لئے مفید سمجھتا ہوں کہتا ہوں تمھیں خواہ پسند آوے یا نہ آوے؟ حوالہ بخدا کرتا ہوں میں کہتا کہتا رہونگا۔ جو سنتے ہیں یاد کرلیں اور جو نہیں سنتے اُن کو پہنچادیں۔ کہ

اللہ تعالیٰ کو ناراض مت کرو جو اسکو ناراض کروگے تو پھر کہیں ٹھکانا نہوگا۔

ہر شخص اس وعظ کو یاد رکھے۔ اس کے پاس گھرانے اور مکان اُجڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے صحت اور بیماری کی حالت بھی دیکھی ہے۔ بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو کہتے تھے کہ ہمارے پاس روپیہ آوے تو ہم یوں کریں۔ روپیہ آتا ہے مگر وہ نہیں کرتے۔ اس لئے جو کرنا ہے آج کرلو۔

میں نے ان عورتوں کو درس میں سنایا کہ عورتوں میں عادت ہوتی ہے جو غیبت کرتی ہیں۔ دوسروں پر تہمت لگانے کی عادت رکھتی ہیں۔ اگر خاوند کسی حسین۔ جوان عورت سے للّٰہ فی اللہ بات بھی کرے تو عورت اسپر بدظنی کرتی ہے۔ سوکن اگرچہ ہو تو اسے نفرت سے دیکھتی ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ ان برائیوں کو اپنے اندر رکھکر مت سمجھو کہ احمدی ہوگئی ہو۔ تمھیں بھی سناتا ہوں کہ احمدی صرف زبانوں سے کہدینے کا نام نہیں۔ خدا کی کتاب پر عملدرآمد کرو تاکہ وہ راضی ہو۔ میں نے مریدوں میں جان نثار بھی دیکھے ہیں جنہوں نے میری بیماری میں دعا کی کہ ہم مرجاویں اور یہ زندہ رہے۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ کہتے کہتے تھک گیا وہ نہیں سنتے۔ میں ہمیشہ ایسی نصیحت کیا کرتا ہوں کہ گویا رخصتی نصیحت ہے مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کسیکو پسند آتی ہے یا نہیں۔ میں تمھاری پسند کے لئے نہیں کہتا۔ بلکہ خدا کے لئے کہتا ہوں۔ اگر کہو کہ سائنس کے مضامین میرے پاس نہیں تو میں انکی قدر نہیں کرتا۔ اب قبل اس کے کہ میں تمھیں رخصت کردوں یہ نصیحت کرتا ہوں۔

ایک قومی بیماری کا علاج

کہ ایک بدی ہے جو لوگوں میں عام طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی بدی کرتے ہیں تو اسے تقدیر کے حوالے کردیتے ہیں۔ اور اگر نیکی کرتے ہیں تو اسکو اپنی خوبی جتاتے ہیں۔ اس بیماری میں طبیب بہت مبتلا ہوتے ہیں۔ کوئی مریض اگر بچ جاوے تو کہتے ہیں ہم نے ایسی تشخیص کی۔ اور ایسا نسخہ تجویز کیا کہ اکسیر کی طرح مفید ثابت ہوا۔ وہاں وہ شافی مطلق بن جاتے ہیں۔ لیکن اگر مریض مرجاوے تو پھر کہدیتے ہیں کہ ہم نے تو بڑی کوشش کی۔ مگر کیا کریں تقدیر ہی ایسی تھی۔ یہ قرآن مجید کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس مسئلہ پر تدبر نہ کرنے سے غلطی لگی ہے ایسی بارہ آیتیں ہیں جن میں قرآن مجید نے فیصلہ کردیا ہے

شرعی اور تکوینی امور

یاد رکھو دو قسم کے امور

اور موجودہ امام (خلیفۃ المسیح) نے اپنی قوم کو ڈالا ہے۔ اس مذہبی اطاعت کے ساتھ اس قوم نے اپنی حکومت میں جو ہمیں مذہبی آزادی دی اور اشاعت مذہب کے لئے جو آسانیاں پیدا کیں ہماری جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے لئے جو کوششیں کیں امن اور سلامتی کی راہیں ہم پر کشادہ کیں ان تمام احسانات نے ہمارے دلوں میں اس قوم کے لئے اور بھی اطاعت محبت اور شکرگذاری کا جوش پیدا کر دیا۔ اور ہم نے اسلامی بادشاہوں پر بھی اسے ترجیح دی۔ اور نااہلوں اور ناواقفوں کے مورد عتاب ہوئے۔ اس معاملہ میں جو کچھ کیا گیا اور جو کچھ ہمارے امام نے قوم کو سکھایا وہ قرآن مجید کی حکومت کے نیچے رکھ کر سکھایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نفاق اور ریا سے اس احمدی قوم کو بچایا۔ باوجود اس کے کہ ہم گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن جب مذہب کا سوال آیا ہمارے امام نے ایک لحظہ کے لئے بھی پسند نہیں کیا کہ محض گورنمنٹ کی شوکت اور اقبال کو مدنظر رکھ کر اس سچائی کو چھپا لے جو خدا تعالیٰ نے اس پر ظاہر کی تھی اور جسے وہ امانتاً اپنے نائب اور قوم کے موجودہ امام کے حوالہ کر گیا۔ شاہی خاندان کی خوشی کی تقریبوں پر خوشی کا اظہار ہم ضروری سمجھتے رہے ہیں اور بدوں کسی نمائش کے خیال کے مذہبی حدود کے نیچے ہمیشہ خوشی کی۔ اور دعائیں کرنا یہ تو اس سلسلہ کا شیوہ ہی ہے کہ اپنے محسن فرمانروا کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں۔ باوجود ان تمام امور کے جب مذہب کا سوال آیا تو صاف اور کھلے الفاظ میں مسیحیت کی ان خطرناک غلطیوں کا اظہار کیا جو اس میں موجود ہیں اور دعوت اسلام کرنے میں دلیری سے کام لیا۔ چنانچہ جن لوگوں نے تبلیغ جو ملکہ معظمہ آنجہانی کو لکھی گئی پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ کس صفائی سے اس میں دعوت اسلام کی ہے پھر ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں جس طرح مسیحی عقیدوں کی کمزوری اور اپنے مسیح موعود ہونے پر زور دیا ہے وہ پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ یہ ساری باتیں کیوں ہوئیں۔ گورنمنٹ بجائے خود اشاعت مذہب اور تبلیغ دین سے روکتی نہیں اور ہر شخص کو اپنی مذہبی پابندی کے خلاف کوئی امر کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتی بلکہ مذہبی آزادی کی پاسداری ضروری سمجھتی ہے وہ اپنے قوانین کو بدل دینے کو آسان سمجھتی بمقابلہ اس کے کہ کسی فعل سے کسی مذہبی وقار میں فرق آوے۔ یہ اسی نیک دل گورنمنٹ کی وسعت حوصلہ اور فیاضی کی دلیل ہے۔ غرض بادشاہ وقت کے لئے دعا۔ یہ تو مشائخ اور علماء کا کام تھا۔ ایسے جلسوں میں شمولیت مذہبی حیثیت سے منع نہیں کی جا سکتی۔ مگر یہ سچ اور بالکل درست ہے کہ علماء اور مشائخ کا یہ کام نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اپنے دینی وقار کو اپنے ہاتھوں نقصان پہنچائیں۔ اگر سنیوں اور سکھوں کے مذہبی جلوس کی تقلید میں یہ لوگ اتنا عرض کرتے کہ ہم اپنی مسجدوں اور حجروں میں دعا کریں گے تو یقیناً قیصر و قیصرہ اور ہمارے حکمران کبھی بھی بُرا نہ مناتے۔ اور نہ اسکو وفاداری کے خلاف قرار دیتے۔ بلکہ مسلمان علماء و مشائخ کی مذہبی آن کی قدر کرتے۔ مگر جب جو مسلمانوں کے مقتدا اور پیشوا جبہ اور عمامہ پہنکر آگے بڑھیں تو قیصری اقبال انھیں کیوں رد کرے۔ علماء و مشائخ کے اس وفد کی شمولیت کے لئے ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھی دہلی سے ایک پیام آیا تھا اور ایک خاص آدمی اس غرض کے لئے بھیجا گیا کہ آپ کو شمولیت کی تحریک کرے۔ مگر آپ نے اسکا جو جواب دیا وہ خدا جانتا ہے اہل دل لوگوں کے لئے بہت مفید ہوگا۔ میں نے اسوقت اس خط و کتابت کو حاصل کر لیا تھا اور میں چاہتا تھا کہ اسپر لکھوں۔ جو خط اس تحریک کے لئے لکھا گیا تھا اس میں ایک جملہ ایسا لکھا گیا ہے جس سے علماء کی حقیقت اور بھی طشت از بام ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ **دہلی کے قیام کا صرفہ و انتظام یہاں کے امرا پر ہے۔** جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہو سکتے ہیں اور ہیں کہ علماء کو اگر جنبش ہو سکتی ہے تو اسی ایک امر سے ہے کہ انکو یقین ہو جاوے کہ ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام امراء کے ذمہ ہے جہاں انکو مرغن غذائیں ملینگی۔ اگر علماء کی اس حالت پر کوئی رو سکتا ہے تو رووے پھر اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک کسی اخلاص پر مبنی نہیں بلکہ محض **علماء کی عزت قائم کرنے کے لئے۔** اگر علماء کی عزت اسی طرح پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔ حقانی علماء کا یہ طرز عمل نہیں ہو سکتا۔ کاش یہ تحریک ہوتی کہ علماء اپنے اپنے مقام اور اپنے حلقہ اثر میں **خاص دعاؤں** کی تحریک کریں تو کیسا مفید ہوتا یہ علماء اور مشائخ کیوں جمع ہوئے محض اس لئے کہ انکا وقار قائم ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے عز و جاہ کے بھوکے پیاسے علماء سے [illegible] فائدہ ہو سکتا ہے؟ اب میں کسی لمبی تمہید کے بدون [illegible] کتابت کو درج کرتا ہوں۔

خط مولوی عبدالحق صاحب حقانی بنام خلیفۃ المسیح

جناب مخدوم و مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ پر مخفی نہیں ہے کہ آجکل علماء اور مسلمانوں کا وقار حکام کی آنکھوں میں کیا رہ گیا ہے۔ اس حالت میں بجز افسوس اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس سے ہندو بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مگر اب بفضلہ تعالیٰ ایک صورت پیش آئی ہے اور وہ یہ کہ شاہنشاہ جارج پنجم کی تشریف آوری پر علماء کا ایک گروہ تہنیت کیلئے پیش ہو جسمیں سرآمد علماء اسلام شامل ہوں حکام متعلقہ نے اسبات کو پسند فرمایا ہے۔ اور یہ انتخاب میرے متعلق ہوا ہے۔ یہ کمترین اس گروہ میں آپ کو منتخب کرتا ہے۔ اگر آپ کو میرا انتخاب منظور پسند آوے تو میں بھی ممنون ہونگا اور علماء کے زمرہ پر احسان ہوگا۔ اور بقیہ عزت علم کی رخصت ہو رہی ہے باقی بچ جاوے گی۔ جلد منظوری سے جلد جواب عنایت کریں۔ دہلی کے قیام کا صرفہ و انتظام یہاں کے امرا پر ہے۔ جسمیں جناب حکیم حاذق الملک حافظ محمد اجمل خانصاحب بھی شریک ہیں۔ ابو محمد عبدالحق

اس خط کا جو جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے دیا ہے وہ احمدی قوم کے لئے خصوصاً مسرت انگیز ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے اسے کس شان اور وقار کا امام دیا ہے۔ اس تقریب پر بعض خیالی عزت اور وقار کے بھوکے اور حریص علماء نے جس طرح شمولیت دربار کی کوششیں کی ہیں اگر انکا پورا چربہ اتارا جاوے تو حیرت ہو مگر ایک منقطع اور متبتل انسان نور دین اس کا جو جواب دیتا ہے وہ نہ صرف سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ہمیشہ عزت و وقار کا صحیح نمونہ اور خدا دانی اور خدا پرستی کیلئے نشان مبین ہو کر نظر آئیگا۔ بلکہ علماء اور مشائخ کے لئے بھی ایک سبق آموز تصویر ہوگی

(نقل مکتوب [illegible]) کرم معظم مولنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار ایک ضعیف ضعیف العمر اسیر علیل ہے۔ گھوڑے سے گرا تھا ابتک زخم باقی ہیں۔ پھر مولنا ہم لوگ نہ علماء ہیں نہ حکماء نہ اطبا ہیں۔ پھر بادشاہوں کے حضور جانا [illegible] باید۔ بہرحال جناب خود ہر طرح منتخب اور ایسے امور کے لائق ہیں۔ **دعا کو لوگ کچھ سمجھیں میں ان کا قائل ہوں دعا کرونگا** مولنا آپ بحمد اللہ عالم ہیں۔ علماء اگر اپنی اصلاح فرماویں **تو کونسی عزت انکو حاصل نہیں اور انکو مل نہیں سکتی۔** مگر موجودہ حالت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ **ما اصابکم من سیئۃ فما کسبت ایدیکم** کی تصدیق ہے۔ بادشاہ کیا کر سکیگا **یہ علماء حاصل شدہ عزت سے متمتع نہیں ہوتے کیوں؟ اسمیں کسکا قصور ہے۔** خاکسار ۱۰ نومبر سے علیل ہے۔ اس لئے سفر کے قابل نہیں۔ والسلام نور الدین ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء

اس خط کو پڑھو اور بار بار پڑھو کہ اس سے علماء ربانی کی شان اور وقار کا پتہ لگتا ہے۔ میں نے حسن اعتقاد سے نہیں کہا خود وہ لوگ جو سلیم فطرت اور دانشمند دل رکھتے ہیں اسکو پڑھیں کہ اس خط کے لکھنے والے میں انقطاع الی اللہ کی کیسی شان ہویدا ہے دنیوی عزتوں کو کوئی وقعت نہیں دیتا علماء کی موجودہ حالت کا کیسا درد اس کے دل میں ہے۔ چونکہ بادشاہ کے لئے دل میں وفاداری اور اطاعت کا جوش رکھتا ہے اسلئے کس جوش سے کہتا ہے کہ **دعا کو لوگ کچھ سمجھیں میں اسکا قائل ہوں دعا کرونگا** اس مادہ پرستی کے زمانہ میں دعاؤں پر بھروسہ اٹھ گیا ہے اپنا اصل کام بتایا کہ ہم دعائیں کرینگے۔ چنانچہ آپ نے اور آپکی جماعت نے **درد دل سے اپنے بادشاہ کی ترقی اقبال و دولت اور روحانی سلطنت میں داخل ہونے کیلئے دعائیں کیں اور اب تک کرتے ہیں۔**

اس معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے امام مسیح موعود اور سب کے امام اور سرتاج حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا۔ "دنیا خدا کے نزدیک مردار کیطرح ہے۔ اور خدا کو ڈھونڈھنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے یہ ایک لاعلاج بات ہے جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کیجاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کرینگے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کرینگے ہمدردی کے عوض

ہوتے ہیں۔ ایک کونی ہوتے ہیں۔ ان کونی امور میں انسان کا دخل و تصرف کچھ نہیں ہوتا اور نہ ان امور کے لئے وہ مکلف ہے۔ اور نہ جزا و سزا کے لئے مامور جو امور شرعی ہوتے ہیں وہ انسان کے دخل و تصرف کے نیچے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ان کے کرنے یا نہ کرنے پر جزا و سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اس کی چند مثالیں قرآن مجید سے سن لو۔ قرآن مجید میں ایک لفظ قضٰی ہے یہ ایک تو کونی رنگ میں اولا گیا ہے۔ جیسے فرمایا فقضٰھن سبع سمٰوٰت فی یومین (سورہ حم سجدہ)

اب آسمانوں کا دو دنوں میں بنجانا۔ اس سے انسان کو کوئی تعلق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے امر کے نیچے بن گیا۔ پھر یہی لفظ دوسری جگہ شرعی رنگ میں فرمایا۔ وقضٰی ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ یہاں حکم دیا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ اب یہ فعل انسان کے دخل و تصرف کے نیچے ہے۔ اور اگر وہ اس کی تعمیل نہ کریگا تو مستوجب سزا ہوگا۔

اسیطرح ایک کتب کا لفظ ہے جو کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اس میں کونی کیفیت ہے۔ کتب علیکم الصیام میں شرعی صورت ہے۔

اسیطرح اتیان کا لفظ ہے اٰتیناہ ملکا عظیما میں اتیان کونی رنگ رکھتا ہے۔ اور ما اٰتاکم الرسول فخذوہ میں شرعی حالت ہے۔

اسیطرح ارسل کا لفظ ہے ارسل الریاح میں تو کونی ہے اور ارسل رسولہ بالھدٰی میں شرعی ہے۔ اور حرمنا علیہ المراضع میں حرمت کونی ہے اور حرمت علیکم امھاتکم الآیۃ میں شرعی ہے۔

اسیطرح کلمہ کا لفظ ہے حقت کلمۃ ربک میں کونی ہے اذ ابتلٰی ربہ بکلمات شرعی ہے۔

اسیطرح ارادہ کا لفظ ہے ایک جگہ فرمایا فعال لما یرید دوسری جگہ شرعی رنگ میں یرید اللہ بکم الیسر فرمایا ہے۔

غرض جب تک انسان ان الفاظ کے استعمال میں تفرقہ اور امتیاز نہیں کرتا وہ غلطی کھاتا ہے اور حدود اللہ کو توڑ کر کبھی اپنے آپ کو بری ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ یہ سخت غلطی اور گستاخی ہے اسکو چھوڑ دو اور توبہ کرو۔

اب میں اپنی تقریر کو اس خیال پر کہ نماز کا وقت تنگ ہوجاوے اور کبھی اس خیال پر کہ تم میں سے کوئی اکتا نہ جاوے اور کبھی اس لحاظ سے کہ کوئی دوسرا نہ کہے کہ میرا وقت لے لیا ختم کرتا ہوں۔ میں نے تمھیں جو کچھ کہا ہے تمھاری بھلائی کے لئے کہا ہے۔ تم میں بعض نوجوان بچے ہیں جو کہتے ہیں گورنمنٹ کا لائسنس لینے کا حکم نہیں۔ میں نے کہا اخباروں کے لٹریچر کو بدل دو اور کہا کہ دوسرے مذہب کے متعلق اپنی تحریروں کو نرم کرو۔ تو کہا کہ آہن با آہن تو ان کو فتن۔ میں نے کہا کہ دھیمی چال چلو۔ مگر اب سرکاری قانون نے ان سے وہی کرایا جو میں قانون سے پہلے چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ مولوی عبدالکریم کو۔ ایک مرتبہ کہا کہ نورالدین بہت نرم لکھتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہم بھی ان کی نرمی پر حیران ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ فطرتیں الگ الگ ہیں۔ بہرحال تم ہماری بات کو سنو اور عاقبت اندیشی سے کام لو۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں (وصیک بتقوی اللہ۔ تقوی اللہ اختیار کرو۔ میں اسی کو وصیت کرتا ہوں متقی بن جاؤگے تو دنیا میں بامراد اور کامیاب ہوجاوگے اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔ تم کو ہر قسم کی تنگیوں سے نجات دیگا۔ من حیث لا یحتسب تمکو رزق ملیگا۔ تمھارے دشمن ہلاک ہونگے۔ اور بالآخر علوم حقہ تم پر کھولے جاوینگے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت استغفار کرو تاکہ گناہوں کے برے نتائج سے تم محفوظ رہو اور آئندہ گناہوں کے جذبات دبا دیئے جاویں۔ استغفار بہت ضروری چیز ہے اور انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔ جو اس کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اس پر کھولا جاتا ہے۔ تم میں سے بعض کمزور ہیں۔ قوت فیصلہ نہیں رکھتے اور تاب مقابلہ ان میں نہیں۔ انھیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائیں اور بہت دعا کریں الحمد شریف پڑھ کر دعا کریں۔ الحمد شریف درود شریف استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھا کرو۔ میرا اعتقاد ہے۔ لیکچر دینے میں۔ کلام کرنے میں مسائل کا جواب دینے میں۔ دعاؤں سے کام لو۔ اور الحمد شریف کو ضرور پڑھو تم اس کی عادت ڈالو نامردی اور ناکامی کو دیکھوگے ہی نہیں۔ تمھارا کام دعا کرنا ہو اور سب سے ضروری مسئلہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان رکھو۔ بندہ کمزور ہے۔ وہ اللہ ہر آن میں تمھیں کروڑوں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ پھر ایک اور ضروری مسئلہ کہہ کر ختم کر دیتا ہوں۔ ہمارا سردار بھی ہمارا ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ غور کرو انھوں نے کس طرح دین پھیلایا۔ اور اگر وہ بھی ہماری طرح سوتے تو یہ دین ہم تک نہ آتا۔ آپ کی ان مشقتوں میں سے جو تبلیغ دین کے لئے اٹھائیں ایک ادنیٰ سی بات ہے کہ طائف میں عبد یالیل کے پاس گئے اور اس کو خدا کا کلام سنانا چاہا اس نے کہا کہ میں اوروں کو بلا لوں یہ کہکر وہ گیا اور تمام بچوں اور شہدوں کو جمع کر کے لے آیا۔ ... حرامزادوں کے ہاتھ میں پتھر تھے۔ انھیں کہا کہ جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ۱۲ کوس تک بھاگتا گیا اور مجھے نہیں معلوم کہ کدھر جاتا ہوں سر سے لیکر پاؤں تک کے تلوے تک زخمی اور لہو لہان ہوگئے۔ ایک فرشتہ نے اس حالت میں کہا کہ میں پہاڑ کا ملک ہوں اگر حکم ہو تو ان پر پہاڑ ڈالدوں آپ نے فرمایا نہیں ان کی اولاد اچھی ہوجائیگی۔ یہ ناواقف لوگ ہیں انھوں نے مقابلہ کیا ہے۔ تمھارا دل بھر نہیں آتا۔ یہ ادنیٰ سی مشقت ہے جو انھوں نے تبلیغ دین کے لئے اٹھائی۔ پس کثرت سے ایسے ہادی پر درود شریف پڑھو آپ کے حسن احسان بردباری۔ اور مصائب کو دیکھ کر جو اس دین کے پہنچانے میں اٹھائے درود شریف پڑھو کہ آپ کے مدارج بلند ہوں۔ اور آپ کو کامیابیاں نصیب ہوں پس اپنے گناہوں سے استغفار کرو۔ باہم محبت بڑھاؤ بغض چھوڑ دو۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہیں اور انھوں نے خدا کے فضل سے امام کا فیض پایا ہے وہ اس فیض کی قدر کریں۔ خرمستیاں چھوڑ دیں ایسا نہ ہو یہ نصیحت ان کے لئے وبال جان ہوجاوے۔ خدا سے ڈرو کہ اس سے ڈرنے والے ضائع نہیں ہوتے۔

دربار دہلی پر علماء و مشائخ اور حضرت خلیفۃ المسیح

دہلی دربار کے موقع پر علماء و مشائخ کا ایک وفد بھی ... اور ... آداب ...

ہمارے شہنشاہ ہند و برطانیہ و نوآبادیہا کے حضور پیش ہوا تھا۔ یہ سوال حلقہ مشائخ میں نظام المشائخ کے ذریعہ پیش ہوا ہے۔ کہ کیا یہ فعل اہل اللہ والے لوگوں اور شان اور طریق پر ہے؟ نظام المشائخ نے پرزور الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ مسلمان مولویوں کی تو ہم نہیں کہتے کہ اگلے زمانہ میں انکا کیا طرز عمل تھا۔ آیا وہ شاہی دربار میں سلام کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے یا نہیں کیونکہ ہمیں ان کی بابت پورا علم نہیں مشائخ صوفیہ کے بارے میں تو صاف صاف لکھا موجود ہے کہ انھوں نے ہمیشہ بادشاہوں کے سلام مجرے سے دم چرایا.... مشائخ بنا من توکل علی اللہ کے اعتماد شاہی دربار کی شرکت سے انکار کرتے تھے اور اپنی گوشہ نشینی کو تخت نشینوں سے افضل جانتے تھے" یا آج یہ عالم ہے انھیں مشائخ کے جانشین معمولی تحریکوں سے متاثر ہو شاہی کورنش کے لئے دوڑے چلے آئے"

یہ واقعہ فی الحقیقت مذہبی دنیا میں ہاں اسلامی دنیا میں قابل غور ہے۔ ہم تاج برطانیہ کی وفاداری اور اس کے ساتھ سچی ارادت کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ قیصری شکوہ و جبروت ہمیں ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے نہ بلکہ اس لئے کہ احکم الحاکمین اور وہ ذات عالی صفات جو جسے چاہتا ہے تاج و تخت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے حکم دیتا ہے کہ اولوالامر کی اطاعت کرو۔ پس ہم گورنمنٹ برطانیہ کی فرمانبرداری مذہبی ... ارشاد الٰہی سمجھ کر کرتے ہیں ... اسی راہ پر ... سے ...

ہمدردی دکھائیں گے۔ اپنے محسن کے حق میں دعا کرینگے۔ عادل بادشاہ کی خدا تعالیٰ سے سلامتی چاہینگے۔ گو وہ غیر قوم کا ہو۔ مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بُت نہیں بنائیں گے۔"

یہ اسوہ ہمارے اُس امام کے سامنے تھا۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اسے نہیں بھولا کہ

اذا وقع العبد فی الھانیۃ الرب ومھیمنۃ الصدیقین ورھبانیۃ الابرار لم یجد احدا یاخذ بقلبہ

یعنی جب کسی بندہ کے دل میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اس پر محیط ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ وہ صدیقوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اس کو لے لیتا ہے۔ اور ابرار کی طرح اس کو غیروں کے تعلقات سے چھڑا دیتا ہے۔ تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہیں پاتا۔ کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑ لے۔ کیونکہ اس پر ثابت ہوجاتا ہے۔ کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا ہی میں ہے۔ پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اس کو تعجب میں نہیں ڈالتی۔ اور نہ اپنی طرف جھکا سکتی ہے۔ سو اس کو دوسروں پر صرف رحم باقی رہ جاتا ہے۔ خواہ بادشاہ ہوں یا شہنشاہ۔ کیونکہ اس کو ان چیزوں کی طمع باقی نہیں رہتی۔ جو اُن کے ہاتھ میں ہیں۔

غرض علماء اور مشائخ جو اپنی عزت اور وقار قائم کرنے گئے تھے۔ جن میں ہمارے بڑے خطرناک مخالف بھی تھے۔ اُنہوں نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کو خدا تعالیٰ سے کس حد تک تعلق ہے اور دُنیا کی عظمتوں اور شوکتوں کے وہ کس حد تک دلدادہ اور فریفتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ اور ان پر غیر فانی نعمتوں کے دروازے کھولے جو صادقوں کی محبت سے ملتی ہیں۔ آمین!

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ طلب

قادیان اور بٹالہ کی سڑک کے متعلق میں توجہ دلا چکا ہوں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ انشاء اللہ اچھا نکلیگا۔ آج ایک ضروری امر صاحب موصوف کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ قادیان میں شراب کی دوکان ہے۔ باشندگان اس کو یہاں سے اُٹھانا چاہتے ہیں۔ اور اس سے پہلے بھی یہ تحریک ہوئی تھی۔ چونکہ ایسی تحریک پچھلے سالوں میں بعد از وقت ہوئی۔ جبکہ ٹھیکہ جات نیلام ہو چکے تھے۔ اس لئے اس مرتبہ قبل از وقت میں صاحب کو توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قادیان میں کوئی شخص اس دوکان کے رہنے پر رضامند نہیں۔ اس کی وجہ سے بعض اوقات شور و شر رہتا ہے اس لئے یہ دوکان یہاں سے قطعاً اُٹھا دی جاوے۔ امید واثق ہے کہ اس مرتبہ جو ٹھیکہ جات نیلام ہوں گے۔ قادیان کا ٹھیکہ نیلام نہیں ہوگا۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر آبکاری کی عدل پسندی سے بھی پبلک امید کرتی ہے کہ وہ اس دوکان کے اُٹھائے جانے کی رپورٹ کرینگے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں اُن کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عہ)

نوٹ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپے (سعہ) معہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو ♦

کارخانہ الحکم کی رعائتی کتب کا اعلان

...جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعایت کی گئی تھی اور جملہ کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں ...سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانیکا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱ جنوری ۱۹۱۲ء ...یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملینگی۔ سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۵۔ اور مجربات نورالدین جلد سوم کے

فہرست کتب

القرآن پارہ نمبر ۲۴ لغایۃ ۲۶ فی پارہ ایک روپیہ رعائتی قیمت ۸ر	روحکڑالوی قیمت ۵ر رعائتی قیمت ۳ار
...ت نماز مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عمر رعائتی ۸ر	اصلاح النظر آریوں کے رد میں رعائتی قیمت ۱٫ر
...ٹ جلسہ ۱۸۹۷ء حضرت اقدس اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ } رعائتی ۸ر	ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ } پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف } قیمت عمر
...سورہ بقر رعائتی قیمت ۱عہ	الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱ر
...ربات نورالدین قیمت ۱۰	حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ار

محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

...کسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بچہ اگر سست اور پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فوراً

اسکاٹس ایملشن

دینا چاہیئے اسکو دودہ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

الحکم قادیان دارالامان
۲۸-جنوری ۱۹۱۳ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

(نمبر اول)

آگرہ کے آریہ مسافر کی تحریروں پر مَیں نے بہت ہی کم نوٹس لیا ہے اور اس کی وجہ اس کی زبان۔ اس کا لہجہ۔ اور اس کا طرز بیان ہے مَیں ہر شخص کا حق سمجھتا ہوں۔ کہ جو بات کسی مذہب کے متعلق اسے سمجھ میں نہ آوے۔ وہ اس پر اعتراض کرے۔ مگر یہ امر شیوہ انسانیت سے بعید ہے۔ کہ اس اعتراض کو ناگوار اور رنجیدہ طریق سے پیش کیا جاوے۔ اسی بدمذاقی اور بے اصولی نے حق و باطل میں التباس کر دیا ہے۔ اور بہت ہی کم وہ لوگ ہیں۔ جو محض حق جوئی کے لئے کوئی بات منہ سے کہتے ہوں۔ آریہ مسافر نے تو اپنا مشن ہی بیقرار دے رکھا ہے۔ شروع سال سے اس نے "اسلامی شاستر یا کی فلاسفی" کے عنوان سے اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرنے کا نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میرا خیال تھا۔ کہ وہ اخبار جو خصوصیت سے آریہ مسافر کے اعتراضات کا جواب دینے کے مدعی ہیں۔ اس پر توجہ کریں گے۔ مگر اب تک اُن کی طرف سے خاموشی ہے۔ اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ آریہ مسافر کے اس سلسلہ پر مَیں کچھ لکھوں۔ و باللہ التوفیق

مذہب اسلام کا مدار کس پر ہے؟

مسافر کہتا ہے کہ "قرآن شریف کے بعد مسلمانوں کے مذہب کا دار و مدار کتب حدیث پر ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مسلمانی مذہب کا دار و مدار زیادہ تر کتب احادیث پر ہی ہے کیونکہ قرآن میں ہر ایک آیت مختصر۔ مطلب پیچیدہ اور بہت سی آیات بالکل مہمل اور بے معنی ہیں۔ علاوہ بریں عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے"

معزز ناظرین! خدا کے لئے انصاف کریں۔ کہ جس شخص کی واقفیت مذہبی کا یہ حال ہو۔ کہ اسے اتنا بھی معلوم نہ ہو۔ کہ تعلیم اسلام کا مدار کس چیز پر ہے۔ وہ آج اسلام پر اعتراض کرنے کا حوصلہ کرتا ہے۔ یہ جرأت اور دلیری ایسے لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پہلو میں نا خدا ترس دل اور کانشنس سُن رکھتے ہوں۔ پھر جو دعویٰ مسافر جی نے کیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار کتب احادیث پر ہے۔ اس کے دلائل جو آپ نے پیش کئے ہیں۔ وہ بجائے خود پانچ دعویٰ ہیں۔ جن پر مَیں نے نمبر دیدیئے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

گمراہ مسافر دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں جانتا

گالیاں دینا اور بات ہے اور معقول اور مدلل بات پیش کرنا اور مسافر جی کی اپنی ناواقفیت اور عوام کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے پہلے یہ بحث پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے مذہب کے جاننے کے لئے کیا ذرائع ہیں اور قرآن و حدیث میں کیا تعلق ہے۔

پس معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل اسلام خواہ وہ کسی بھی فرقے کے ہوں اپنے مذہب کا مدار قرآن مجید پر رکھتے ہیں۔ اور کتاب اللہ کو دیگر حجج شرعیہ پر مقدم اور امام ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ کے پایہ اور مرتبہ تو اور کسی کا مرتبہ نہیں پہنچتا۔ قرآن کریم وحی متلو ہے۔ اور اس کے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے میں وہ اہتمام ہوا ہے۔ کہ یہ کام خود اللہ تعالیٰ نے آپ کیا۔ جیسا کہ فرمایا انا علینا جمعه وقرانه اور پھر انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ کسی اور کتاب کو یہ درجہ اور رتبہ نہیں ملا۔ پس قرآن کریم بہرحال امام اور مقدم ہے اور قرآن کریم کے بعد جو ذریعہ اسلامی تعلیم کے معلوم کرنے کا ہمارے ہاتھ میں ہے وہ

سُنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہے

سُنت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور قرآن کریم کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہیگی۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سُنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فعل جو بجائے خود قرآن مجید کی تصویر ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی جو ایک اعلیٰ درجہ کی فقیہہ اور قیافہ رس خاتون تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی تفسیر ان الفاظ میں کرتی ہے۔

کان خلقه قرانا

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وسیرۃ کا اگر علم حاصل کرنا چاہو۔ تو قرآن کریم کو دیکھ لو۔ اور یہ ضروری بھی تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید ہی میں فرمایا قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله یعنے اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔ تو میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اتباع کرو۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے وابستہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا لکم فی رسول الله اسوۃ حسنة تمہارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

اسوہ حسنہ ہے

تو پھر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لازمی جزو تعلیم اسلام کا ٹھہرا۔ اور یہ کوئی نئی اور نرالی بات نہیں ہے۔ سُنت اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں اور وہ ہدایات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہیں۔ وہ تبلیغ کے ساتھ اپنے فعل اور عمل سے اس کلام الٰہی کی تفسیر کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ اُس کلام الٰہی کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل نہ ہو۔ یہ عملی ہدایت نامہ تواتر کے ساتھ دنیا میں جاری ہوجاتا ہے اور اس وقت تک جو ہدایات و تعلیمات اسلام ہم تک پہنچی ہیں۔ اگر کوئی بھی ذریعہ نہ ہوتا تو بھی سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا زبردست ذریعہ تھا کہ وہ تعلیمات کم تکمیل ہو سکتی تھیں۔ ہاں سنت کے بعد تیسرا ذریعہ ہدایت کا احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ بھی ہیں۔ لیکن ایسا قیاس کرنا کہ احادیث نعوذ باللہ قرآن کریم یا سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم اور امام ہیں ایک ایسا افترا ہے جو مسلمانوں کا کوئی گروہ اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا۔

پس یہ پہلی اور خطرناک غلطی ہے۔ جو گمراہ مسافر نے کھائی ہے۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار احادیث پر ٹھہرایا۔ حالانکہ مجرد احادیث کے لفظ میں ہر قسم کی احادیث صحیح اور غیر صحیح شامل ہو سکتی ہیں محدثین نے احادیث کی صحت وقوت کے لئے جو قواعد ترتیب دیئے ہیں۔ ان پر بحث کرنا اس وقت ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ مگر اتنا کہنے سے میں رُک نہیں سکتا۔ کہ احادیث کی صحت اور قوت استدلال کے متعلق ایک موٹا اور کبھی خطا نہ کرنے والا عام فہم اصل یہ ہے کہ جو احادیث قرآن مجید اور سُنت صحیحہ کے خلاف نہیں وہ قبول کی جاتی ہیں اور باقی کی ہیں تاویل کرنی پڑے گی۔ اور اگر کسی طرح پر وہ قرآن مجید اور سُنت صحیحہ سے مطابقت نہیں کھاتی تو افسوس کے ساتھ ہم اسے رد کر دیں گے۔

اس قدر بیان کے بعد میں گمراہ مسافر کے ان لایعنی دعاوی کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو اس نے قرآن مجید کی نسبت کئے ہیں اور جن پر میں نے نمبر کے نشان لگا دیئے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے متعلق یہ کہنا کہ ہر ایک آیت مختصر اور مطلب پیچیدہ ہے۔ ایک ایسا بیہودہ دعویٰ ہے۔ کہ بجز ایسے شخص کے جس نے قرآن مجید پر کبھی تدبر نہ کیا ہو کوئی نہیں کر سکتا اور یا وہ شخص کر سکتا ہے جو حد درجہ کا باطل پرست اور یاوہ گو ہو۔

قرآن مجید کی ہر آیت آیت اسی لئے کہلاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے کا زبردست نشان ہے اور بجز ایسے شخص کے جس کے دل و دماغ ممسوخ ہوں۔ اس کا آیت ہونا کیا بلحاظ اس کی ترتیب کلام اور اسلوب بیان کے اور کیا بلحاظ معانی اور حقائق کے سمجھ میں آجاتا ہے اور آج تک کسی معترض نے کوئی آیت پیش نہیں کی جو اس معیار پر پوری نہ اُترتی ہو۔

میں نہیں جانتا مختصر سے گمراہ مسافر کی کیا مراد ہے خیر الکلام ما قل ودل اگر اس نے پڑھا نہیں تو سنا ضرور ہوگا۔ اعلیٰ درجہ کے محرر اور مقرر کی یہی خوبی ہوتی ہے۔ کہ وہ تھوڑے الفاظ میں بہت سے مطالب کو ادا کر سکے اور یہ خوبی عربی زبان میں نہایت شان کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اور یہ

قرآن مجید کا بہت بڑا اعجاز ہے

مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ میں اسے ذوق مضمون کے سلسلہ میں یہاں ضمناً درج کر دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور انگریزی اور عربی زبان کی وسعت اور مطلب خیزی پر گفتگو ہو رہی تھی حضرت نے فرمایا کہ عربی زبان میں وسعت مطالب بہت ہے اور وہ نہایت تھوڑے الفاظ میں بڑے مطالب کو ادا کر سکتی ہے اس وقت آپ نے پوچھا کہ بھلا انگریزی میں میرا پانی کو کیا کہتے ہیں۔ ایک انگریزی خوان نے بتایا کہ my water مائی واٹر۔ آپ نے فرمایا کہ عربی میں صرف مائی کہنے سے کام چل جاتا ہے۔

غرض اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ عربی زبان تھوڑے الفاظ میں بہت بڑے مطالب اور معانی کو ادا کر سکتی ہے اور یہ خوبی اور اعجاز ہے اور قرآن مجید میں یہ اعجاز نہایت ہی اعلیٰ درجہ پر پایا جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ خوبی آگرہ کے مسافر کی نظر میں عیب ہے سچ ہے ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است۔

باایں قرآن مجید کی آیات نہایت مفصل ہیں۔ اور قرآن مجید کی بجائے خود یہ شان اور دعویٰ اس میں موجود ہے کتاباً مفصلا۔